عصرِ حاضر میں رفاہ عامہ کی ضرورت واہمیت اور معاشرتی اثرات تعلیماتِ نبوی ﷺ

Importance and Scope of Social Welfare in the light of Quran and Sunnah and its impact on the Society

ڈاکٹر قاضی عبدالمنان [i] پروفیسر محمد وحید عبداللہ [ii] ضیاءالرحمٰن [iii]

Abstract

Islam is a complete religion. It not only teaches the rights of Allah but it also gives special importance to the rights of humanity. Its aim is to give respect and dignity to the lives of poor and deprived people of the society in the light of the Holy Quran and Sunnah. The privileged people of the society have made different organizations and societies to help the underprivileged and make them independent. Through self-help, pious people made wells, roads, hospitals, madrassas, in order to help the poor and arranging dowry for impoverished girls through their alms and charity, which is the responsibility of the Islamic State in general. Devoted people consider Social Welfare work as the higher aim and purpose of life.

Keywords: Islam, Quran, Sunnah, Society, Organizations, Privileged people, Dowry, Islamic State,

موضوع کی اہمیت

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ جس میں حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی طرف بھی خاص توجہ دلاتا ہے۔ جس کا مقصد معاشرہ میں لوگوں کے حقوق و فرائض کا خیال رکھنا مقصود ہے۔ ظاہر ہے کہ معاشرہ میں ہر قسم کے لوگ زندگی گزارتے ہیں۔ جن میں اکثریت غریب اور ناداروں کی ہوتی ہے۔ لہذا ان کمزور طبقے کے لوگوں کے ساتھ اعانت کرنے کے حوالے سے آخرت کے لیے اجر و ثواب مقرر کیا گیا ہے۔ اور یوں یہ لوگ مالدار اور صاحب ثروت سے زکوۃ اور خیرات کے مستحق قرار دیئے گئے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ اور سیرت طیبہ کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔ کہ دُکھی انسانیت اور مفلس لوگوں کو باعزت زندگی گزارنے کے قابل بنانا آپ کے اولین مقاصد تھے آپ ﷺ نے فرمایا:

اساعی علی الارملة والمساکین کالمجاهد فی سبیل الله اوکالذی یصوم النهار ویقوم اللیل[1]

---

i اسسٹنٹ پروفیسر، اسلامیات، اباسین یونیورسٹی پشاور

ii ایسوسی ایٹ پروفیسر، ہائیر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ، خیبر پختونخواہ

iii لیکچرار، شعبہ ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، شہید بے نظیر بھٹو یونیورسٹی، شیرینگل، دیر (اپر)

"بیواؤں اور مسکینوں کی تکلیف کو دُور کرنے والا شخص اجر وثواب میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔ یا اس شخص کی طرح برابر ہے۔ جو دن کو روزہ رکھے اور رات کو عبادت کرے۔"

آپ نے دعوت دین کی بنیاد ہی انسانی ہمدردی، خدمت خلق اور فلاح معاشرہ کے پاکیزہ اصولوں پر رکھی۔

تحقیق کے اہداف

1. فلاحی ورفاہی کے کاموں کے متعلق اسلام کا نقطہ نظر واضح کرنا۔
2. سیرت النبی ﷺ سے فلاحی ورفاہی کاموں سے متعلق تعلیمات کا جائزہ لینا۔
3. صحابہ کرام کی زندگی میں ہونے والے واقعات کو اُجاگر کرنا۔
4. عصرِ حاضر میں عوام الناس کو فلاح وبہبود اور کفالت کے کاموں کا جذبہ واحساس دلانا۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ

اُردو زبان میں سماجی مطالعہ اور خواتین کے موضوع پر ڈاکٹر یسین مظہر صدیقی مرحوم کی کتاب قابل قدر تصنیف ہے۔ مختلف جامعات میں اس موضوع پر کچھ کام کیا گیا ہے۔ جس میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سرفہرست ہے۔ تاہم اس موضوع پر عصرِ حاضر میں صاحب ثروت شخصیات کو قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کی اہمیت سے اُجاگر کرنا مقصود ہے۔ جو لوگ باوجود مالدار ہونے کے رفاہ عامہ کے کاموں سے ڈرتے ہیں یا ان کے پاس کوئی عملی طور پر وضاحت سامنے نہیں آتی۔ ان کو رفاہ عامہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا اور مسکینوں، بیواؤں، یتیموں اور ناداروں اور معاشرہ کے عام فائدے سے روشناس کرانے کی کوشش کی گئی ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا:

خیرالناس من ینفع الناس [2]

"بہترین انسان وہ ہے۔ جو دوسروں کو فائدہ پہنچائے۔"

اسلام میں خدمت انسانیت اور سماجی فلاح وبہبود کو روحانی بلندی کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے مرد اور عورت میں کوئی تفریق نہیں رکھی گئی۔ اس سلسلے میں پوری کوشش کی گئی ہے۔

لغوی معنی

لفظ الرفاہ کا مطلب موافقت واتفاق ہے۔ اور رفاء رفو سے ہے۔ جس کے معنی کپڑے کی مرمت کرنا، رفو کرنا، اور اسی طرح خوف سے سکونت اور تسکین دنیا بھی بیان کیا گیا ہے:

رفاھیة و رفاھیة العیش[3]

"زندگی کا خوشگوار وآسودہ ہونا بھی ملتا ہے۔"

فیروز اللغات کے مطابق اس کے معنی وہ کام جس سے دوسروں کو آرام ملے، سکون، آرام، چین، بہتری بھلائی وغیرہ[4]

لسان العرب کے مطابق [5] رفاہ کا مطلب دفع ضرر، منفعت، مدد کرنا، اتحاد و اتفاق کرنا وغیرہ [6]۔ رفاہی اسم صفت ہے جس کا مطلب ہے بھلائی و بہبود سے تعلق رکھنے والا لغت نامہ کے مطابق رفاہ کے معنی خوشحالی اور فراخی بیان کی گئی ہے:

زندگانی فراخ و بہ عیش زیستن [7]

الغرض لغوی معنوں میں اس سے مراد عوامی فلاح و بہبود اور معاشرتی امداد ہے لیکن بحثیت مسلمان ہمیں اُخروی نجات اور فائدہ مد نظر رکھنا چاہیے۔

اصلاحی مفہوم

عصر حاضر میں رفاہ عامہ یا معاشرتی فلاح و بہبود ایک اصطلاح ہے۔ جو انسانیت کی خدمت واعانت کو بنیادی اہمیت دیتی ہیں۔ انسان پر مختلف حاجات، آفات، بیماریاں اور مصائب آتے ہیں۔ کہ جنھیں اپنی لاچاری اور کمزوری کے باعث اپنے ابنائے جنس کے تعاون کے بغیر پورا نہیں کر سکتا۔ چنانچہ باہمی الفت و محبت قائم رکھنے اور اسے دوام بخشنے کی ضرورت آتی ہے۔ کہ مظلوم کی مدد کی جائے اور آفت زدہ سے تعاون کیا جائے [8]۔

رفاہ عامہ (Social welfare) سے مراد دو قسم کی سرگرمیاں ہیں۔ پہلی یہ جو اجتماعی شکل میں مکمل ہوتی ہیں۔ یعنی لوگ جمع ہو کر اپنے اپنے علاقہ، قوم، یا معاشرے میں فلاح و بہبود کے لیے کام کرتے ہیں۔ اور دوسری قسم انفرادی حثیت کی ہے۔ کہ کوئی صاحبِ ثروت شخص اکیلے طور پر کسی علاقے یا محلے کے لیے معاشرہ کی فلاح و بہبود کی خدمت رضاکارانہ طور سے سرانجام دیتا ہے۔ [9] مغربی ماہرین کے نزدیک یا سماجی خدمات معاشرے کی نہیں بلکہ حکومت کی ذمہ داری ہے۔ حالانکہ شرعی طور پر اس سے مراد حق داروں کی سماجی خدمات انفرادی اور حکومتی دونوں سطحوں پر پورا کرنا ہے [10]۔ اسلامی حکومت کی ذمہ داریوں میں یہ بات شامل ہے۔ کہ وہ ان تمام لوگوں کی کفیل بنے۔ جو مدد کے محتاج ہوں اور وسائل رزق سے محروم ہوں۔ کیونکہ رفاہ عامہ کو اسلام کے بنیادی دستور میں شامل کیا گیا ہے۔ [11] قرآن کریم میں بھی ارشاد ہے:

وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَعْلُومٌ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ [12]

"اور جن کے مالوں میں سوالی اور بے سوالی سب کا حق ہے۔"

اسلامی حکومت کا وصف امتیاز یہ بھی ہے۔ کہ رفاہ عامہ کے ساتھ کفالت عامہ کی بھی ذمہ دار ہوتی ہے۔ اور اس کی طرف سے ہر شہری کو ضمانت دی جاتی ہے۔ کہ زندگی جاری رکھنے کے لوازم میں سے اگر وہ کسی سے محروم ہو گا تو حکومت اور سوسائٹی اسے پورا کرنے کی ذمہ دار ہو گی۔ فلاحی و رفاہی ریاست کا معرضِ وجود میں آنے کا مقصد اولین انسانی بھلائی و خیر خواہی ہے۔ اور اس میں رنگ و نسل، زبان و علاقہ حتیٰ کہ مذہب کی بھی کوئی قید نہیں۔ اسلامی ریاست کے اندر رہنے اور بسنے والے تمام شہریوں کی کفالت و خیر خواہی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

انا اولیٰ بالمومنین من انفسیھم فمن توفی من المومنین فترک دینا فعلی قضاءہ ومن ترک مالاً فلو راثتہ[13]

"میں مسلمانوں کا سب سے زیادہ خیر خواہ ہوں۔ جو کوئی مسلمان مر جائے اور قرض دار مرے اس کا قرض مجھ پر ہے۔ اور اگر مال چھوڑ جائے تو وہ وارثوں کا ہے۔"

رفاہ عامہ کی ضرورت قرآن کی روشنی میں

قرآن کریم بنی نوع انسان کی بھلائی اور فلاح کے لیے نازل ہوا۔ اس کتاب کا موضوع ہی انسان اور اس کی اخلاقی اور روحانی تربیت ہے۔ اور انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو روزِ روشن کی طرح عیاں کرتا ہے اور خدمت خلق سے متعلق زرین اور قابل عمل اخلاقی و قانونی احکامات صادر کرتا ہے جس پر عمل پیرا ہو کر انسان دنیاوی سعادتوں اور اخروی فلاح و کامرانی سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔ مثلاً متعدد مقامات پر ایثار و قربانی، اخوت و محبت، امداد باہمی اور ہمدردی و مساوات کا درس دیتا ہے۔ کہیں یتیموں کو کھانا کھلانے، کہیں مسکینوں کی امداد کرنے، کہیں مادی ضروریات کی تکمیل کی تعلیم دیتا ہے۔ مگر رفاہ عامہ اور خدمت خلق کے عالمگیر پروگرام میں شمولیت صرف مردوں سے نہیں بلکہ عورتوں سے بھی ہوتا ہے۔ فرمایا:

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ[14]

"اور مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ نیکی کا حکم دیتے ہیں۔ اور بُرائی سے روکتے ہیں۔ نمازوں کو پابندی سے بجالاتے ہیں۔ زکوۃ دیتے ہیں۔ اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں۔ فلاح و بہبود اور نیکی کے کام کرنے پر اجر و ثواب کی نوید سنائی گئی اور جس طرح مرد کو نیکی کے کاموں کا اجر ملے گا۔ عورت کو بھی برابر کا حصہ ملے گا۔"

وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى[15]

"اور جو شخص نیک کاموں میں سے (کوئی کام) کرے، مرد ہو یا عورت۔"

اللہ کی راہ میں رفاہ عامہ کے لیے خرچ کرنے کو قرآن نے اجر عظیم قرار دیا ہے۔ مگر جو خرچ اللہ کے محتاج اور نادار بندوں پر کیا جائے اور پھر اس کو جتلایا جائے۔ تو ایسا خرچہ آخرت کے کوئی کام نہیں آئے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

الخلق عیال اللہ[16]

"تمام مخلوق اللہ کا کُنبہ ہے۔"

اور اگر کوئی احسان کر کے اسے محتاج اور نادار کو معاشرے میں شرمندہ کرے۔ تو اس کی عزت نفس مجروح ہو جاتی ہے۔ اور قرآن کریم نے اس سے منع فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى[17]

"اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور دُکھ دے کا باطل نہ کرو۔"

اس وقت معاشرے میں لوگ بہت سی نوجوان غریب اور محتاج لڑکیوں سے جہیز اور دیگر لوازمات کا مطالبہ کرتے ہیں۔ قرآن کریم اس کی ممانعت کرتا ہے۔ اور اسلامی حکومت کی یہ ذمہ داری قرار دیتا ہے۔ کہ وہ غریب اور نادار لوگوں کا انتظام کرے

کیونکہ غریب اور نادار اپنی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتے لہذا حکومت ایسے افراد جو اپنی دولت کا ناجائز تصرف کرتے ہیں۔اور بُرے طریقے سے استعمال کرتے ہیں۔ان کی املاک کو اپنے انتظام میں لے۔اور نادار و محتاج کی ضروریات زندگی کا بندوبست کرے[18]۔

معاشرہ میں ایک ایسا طبقہ جو بیماری ہمدردیوں اور رعایتوں کا زیادہ مستحق ہے۔وہ بیماروں ،معذوروں اور کمزوروں کا ہے۔علاج معالجہ کی سہولتوں سے محروم ہیں۔ایسے افراد کی خبر گیری اور خدمت کرنا انسانیت کا فرض ہے۔معذور اگر فقیر اور حاجت مند ہے۔تو فقیر اور مسکین کے زمرے میں ہونے کی وجہ سے کھانے کا حقدار ہے۔لہذا اسے دوسرے حاجت مندوں پر عذر کی بناء پر ترجیح دی جائے گی۔نابینا،اپاہج اور دیگر معذوریوں کے باعث ان کے لیے اپنے کھانے کا بندوبست کرنا مشکل ہے۔لہذا قرآن کریم نے مسلمانوں کو انہیں کھانا کھلانے کی ترغیب دی اور اجازت دی:

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ بُيُوتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ آبَائِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ عَمَّاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخْوَالِكُمْ أَوْ بُيُوتِ خَالَاتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَفَاتِحَهُ أَوْ صَدِيقِكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ[19]

"نہ اندھے پر کوئی حرج ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی حرج ہے اور نہ بیمار پر کوئی حرج ہے اور نہ خود تم پر کہ تم اپنے گھروں سے کھاؤ، یا اپنے باپوں کے گھروں سے، یا اپنی ماؤں کے گھروں سے، یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے، یا اپنی بہنوں کے گھروں سے، یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے، یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے، یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے، یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے، یا (اس گھر سے) جس کی چابیوں کے تم مالک بنے ہو، یا اپنے دوست (کے گھر) سے۔تم پر کوئی گناہ نہیں کہ اکٹھے کھاؤ یا الگ الگ۔پھر جب تم کسی طرح کے گھروں میں داخل ہو تو اپنے لوگوں پر سلام کہو، زندہ سلامت رہنے کی دعا جو اللہ کی طرف سے مقرر کی ہوئی بابرکت، پاکیزہ ہے۔اسی طرح اللہ تمھارے لیے آیات کھول کر بیان کرتا ہے، تاکہ تم سمجھ جاؤ۔"

احادیث کی روشنی میں رفاہ عامہ کی اہمیت

نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس نے انسانوں اور دیگر مخلوقات کی بھلائی اور فیض رسانی کے لیے جتنی محنت ،ہمدردی اور غمخواری کی ہے۔شاید دنیا کا کوئی مصلح یا خیر خواہ نے کی ہو۔آپ نے صرف یہ خدمت خلق اور رفاہ عامہ کے کام کو وعظ و تبلیغ تک محدود رکھا۔بلکہ ان سب کاموں پر پہلے خود عمل کر کے دکھایا یہاں تک کہ ایک فلاحی ریاست کے قیام کی کوشش کی۔جو ہر شخص کی جان و مال اور آبرو محفوظ ہونے کے ساتھ ساتھ آزادی کے ساتھ باعزت روزگار کی فراہمی ممکن کر سکی۔تاہم احادیث میں ایسے بے شمار اقوال موجود ہیں۔جو بظاہر معمولی نظر آتے ہیں۔مگر در حقیقت وہ کام بہت ہی زیادہ فائدہ مند اور دوسروں کے لیے خیر خواہی کا سبب ہے۔

خیر خواہی کے چھوٹے اعمال

یہ ایک انسانی فطرت ہے۔ کہ دوسروں کو راحت اور آرام پہنچا کر خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اور ہر باضمیر شخص کی کوشش ہوتی ہے کہ دوسروں کی حاجت روائی کرے اور معاشی امداد میں حصہ لے۔ جو لوگ صاحب ثروت نہیں ہوتے اس کے لیے نعم البدل ذکر کر دیا گیا کہ اس پر عمل کرنا صدقہ، خیرات اور غریب کی اعانت کے برابر ہے۔ مثلاً آپ نے فرمایا:

كل سلامیٰ من الناس عليه صدقة[20]

"ہر روز طلوع آفتاب کے بعد انسان کے ہر جوڑ پر صدقہ ہے۔"

دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرنا صدقہ ہے۔ کسی شخص کو سواری پر سوار کرنے میں اس کی مدد کرنا صدقہ ہے۔ اس کا سامان سواری پر رکھنا صدقہ ہے۔ اچھی بات کرنا بھی صدقہ ہے۔ ہر وہ قدم جو نماز کی طرف اٹھایا جائے صدقہ ہے۔ راستے سے اذیت یافتہ چیز ہٹانا صدقہ ہے۔

حدیث مذکورہ میں بڑی معمولی اور چھوٹی چھوٹی نیکیوں کا ذکر ہے۔ تاہم یہ سب صدقہ و خیرات کے برابر ہیں۔ یہاں تک کہ اچھی بات یعنی نرم گفتار اور پیار و محبت کا کلام بھی صدقہ قرار دے دیا گیا۔ جس کا ہمارے معاشرہ میں فقدان ہے۔ ہمارے بہت سے مسائل نرم اور اچھی بات کہنے پر حل ہو سکتے ہیں۔ اور ان کا حل نبی کریم ﷺ نے بتا دیا ہے۔

بیواؤں اور مسکینوں کی خبر گیری

معاشرے کے حاجت مند افراد میں بیوہ اور مساکین کی خبر گیری کرنے پر اسلام نے بہت زور دیا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ بھی معاشرہ کا حصہ ہیں۔ اور ان کی امداد، کھانے، پینے اور دیگر لوازمات پر توجہ دینی چاہیے۔ جو لوگ تنظیموں اور سوسائٹی کے ذریعے لوگوں سے بھاگ دوڑ کر ان کی خدمت کرتے ہیں۔ تو ان کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا بیوہ اور مساکین کے لیے بھاگ دوڑ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جو مجاہد فی سبیل اللہ ہو۔ رات بھر نماز کھڑا اور دن بھر روزہ رکھ رہا ہو[21]۔ ایک دوسری جگہ آپ ﷺ نے فرمایا:

رد السائل ولوبظلف مُحرق[22]

"سائل کو کچھ نہ کچھ دے کر رخصت کرو اگرچہ جلا ہوا کوئی کیوں نہ ہو۔"

حاجت مند افراد کا نکاح

معاشرتی زندگی کو پاکیزہ بنانے، رشتہ جوڑنے اور شادی کرانے والے افراد کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جو لوگ جوان لڑکے اور لڑکیوں کے نکاح اور شادی کروانے میں معاون بنتے ہیں۔ ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے قرآن نے فرمایا:

وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَى[23]

"اور اپنے میں سے بے نکاح مردوں، عورتوں کا نکاح کر دو۔"

ہمارے معاشرہ میں بہت سی نوجوان لڑکیاں جہیز نہ ہونے کی وجہ سے شادی سے محروم ہیں۔حالانکہ جہیز ایک لعنت ہے۔اور نمود و نمائش اور طمع و لالچ کی خاطر ان غریب اور حاجت مند نوجوانوں سے کوئی شادی اور رشتہ نہیں کرتا۔آپ ﷺ نے کنوارے مرد اور عورتوں کے نکاح کروانے کی تعلیم دی۔کیونکہ نکاح انسان کی فطری ،اخلاقی ،روحانی اور معاشرتی ضرورت ہے۔ہر مسلمان کو خود بھی نکاح کرنا چاہیے۔اور دیگر بے سہارا اور حاجت مند افراد کے لیے نکاح کا بندوبست کرنا چاہیے۔جس طرح مفلس اور ضرورت مند افراد کا نکاح منعقد کروانا ثواب ہے۔اسی طرح غلاموں اور لونڈیوں کی شادی کرانا حدیث کی روشنی میں باعث اجر ہے۔آپ نے فرمایا:

من كانت له جارية، فادبها، فاحسن ادبها وعلمها، فاحسن تعليمها ثم اعتقها وتزوجها، فله اجران وايما رجل من اهل الكتاب آمن بنبيه، وامن بمحمد، فله اجران، وايما عبد مملوك ادى حق الله عليه وحق مواليه، فله اجران[24]

"جس کے پاس لونڈی ہو وہ اس کو اچھی طرح ادب سکھائے،اور اچھی طرح تعلیم دے، پھر اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لے،تو اس کے لیے دوہرا اجر ہے،اور اہل کتاب میں سے جو شخص اپنے نبی پر ایمان لایا، پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا، تو اسے دوہرا اجر ملے گا،اور جو غلام اللہ کا حق ادا کرے،اور اپنے مالک کا حق بھی ادا کرے،تو اس کو دوہرا اجر ہے۔"

اسلام ایک پاکیزہ دین ہے اور پاکیزہ معاشرہ کی بنیاد رکھنا چاہتا ہے۔خاندان چونکہ معاشرے کی بنیادی اکائی ہے۔اس لیے سب سے زیادہ توجہ خاندان کی تنظیم و تربیت پر دیتا ہے۔جتنا اچھا خاندان ہو گا اتنا ہی اچھا اور صالح معاشرہ وجود میں آئے گا۔آپ نے ایک موقعہ پر فرمایا:

كنا مع النبى ﷺ شباباً لا نجر شياً [25]

"کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نوجوان تھے اور ہمیں کوئی چیز میسر نہیں تھی۔"

معلوم یہ ہوا کہ اگر کوئی شخص غربت کی وجہ سے نکاح نہیں کر سکتا۔تو صبر کا روزہ رکھے۔اور اپنے دامن کو عفت اور حیاء سے محفوظ رکھے۔

پانی پلانا

پانی انسان کی بنیادی ضرورتوں میں سے ایک ہے۔72 گھنٹے تک پانی نہ ملے تو انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔اس کے بغیر کوئی انسان اور حیوان زندہ نہیں رہ سکتا۔حتیٰ کہ نباتات بھی پانی کے لیے محتاج ہیں۔پانی نعمتِ خداوندی ہے۔اور یہ ہماری زندگی اور اناج پیدا کرنے میں بڑی اہمیت رکھتی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا[26]

"اور وہی ہے جس نے پانی سے ایک بشر کو پیدا کیا۔"

بہت سے ایسے علاقے بھی ہیں۔جو پانی نہ ہونے کی وجہ سے خشک ہوتے ہیں۔اور ان پر بارش بھی بہت کم ہوتی ہے۔اور اگر ہوتی ہے تو لوگ اس بارش کے پانی کو ذخیرہ کر کے فلش اور دیگر ضروریات کے لیے استعمال کرتے ہیں۔جبکہ بعض علاقوں

میں پانی کی بہتات ہوتی ہے۔اور لوگ اسے ضائع کرتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں پینے کے پانی کی تکلیف کے باعث سیدنا حضرت عثمانؓ نے بیر ومہ ۸ ہزار دینار سے خرید کر عامۃ الناس کے لیے وقف کیا۔ جس سے مسلمان اور غیر مسلم، مشرک و کافر سب پانی پیتے تھے۔[27] نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ایما مومن سقی مومناً علیٰ ظماء سقاہ اللہ یوم القیامۃ من الرحیق المختوم[28]

"جس مومن نے کسی پیاسے مومن کو مشروب پلایا۔اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو پاکیزہ شراب پلائے گا۔"

پانی پلانا باعثِ ثواب ہے۔اور عامۃ الناس کے لیے پانی کے کنویں بنانا، ٹیوب ویل وغیرہ کے ذریعے لوگوں کے لیے پانی کا انتظام کرنا صدقہ جاریہ ہے۔جب تک عامہ الناس یعنی عام لوگ اس سے فائدہ اُٹھائیں گے اس کو بھی ثواب اور اجر ملے گا۔تاہم پانی میں اسراف سے بچنا چاہیے کیونکہ اسراف گناہ ہے۔اللہ پاک فرماتے ہیں:

كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ[29]

"کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ گزرو، بے شک وہ حد سے گزرنے والوں سے محبت نہیں کرتا۔"

جو لوگ پانی کی بے قدری کرتے ہیں۔اللہ پاک اس نعمت سے ان کو محروم کریگا اور یہ نعمت ان سے چھین لی جائے گی۔فرمایا:

وَإِنَّا عَلَى ذَهَابٍ بِهِ لَقَادِرُونَ[30]

"اور یقیناہم اسے کسی بھی طرح لے جانے پر ضرور قادر ہیں۔"

معلوم یہ ہوا کہ پانی مفاد عامہ کے لیے انتہائی ضرورت اور اہمیت کا حامل ہے۔صاحب ثروت افراد کو چاہیے کہ وہ دوسروں کا خیال رکھتے ہوئے اس قسم کے صدقہ جاری کا انتظام کریں تاکہ لوگ پیاس سے مر نہ سکیں۔کیونکہ بغیر بھوک کے کچھ دن زندگی بچ سکتی ہے مگر پیاس سے انسان بہت جلد اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔پانی، وضو، غسل اور صفائی وغیرہ کے لیے بھی بڑی اہمیت رکھتا ہے۔اور اس کے استعمال سے انسان پاک و صاف رہتا ہے بلکہ درخت اور پودے بھی سرسبز و شاداب ہوتے ہیں۔

درخت اگانا

درخت زمین کا حُسن ہے یہ انسانی دماغ کے لیے مفید ہونے کے علاوہ کئی جنگلی حیات کا مسکن ہیں۔ایک عالمی ریسرچ کے مطابق زمین پر گیارہ ٹریلین درخت ہیں۔سب سے زیادہ درخت برازیل، کولمبیا اور اندونیشیا میں پائے جاتے ہیں۔انسانی تہذیب کی شروعات کے مقابلے میں اب چھیالیس 46% درخت کم ہو چکے ہیں۔درخت صدقہ جاریہ ہیں۔اور شہروں کی فضا کے لیے انتہائی مفید ہیں۔درخت شہروں کے اندر جہاں سایہ فراہم کرتے ہیں وہاں موسمی درجہ حرارت میں کم از کم پانچ ڈگری سنٹی گریڈ تک کمی کا سبب بنتے ہیں۔[31] موجودہ دور میں اگر کوئی مفاد عامہ کا زیادہ رقم والا کام نہیں کر سکتا تو سب سے آسان اور بغیر خرچہ کا کام شجر کاری اور درخت لگانا ہے۔کیونکہ درخت لگانے سے عامۃ الناس کو بہت فائدہ حاصل ہوتا ہے اور یہ رفاہی کاموں میں سے آسان ترین اور سستا ترین عمل ہے۔کہ انسان کسی محفوظ جگہ پر درخت لگائے تاکہ مسافر

اس کے سایہ سے مستفید ہوں۔اور ساتھ ہی ساتھ گھناوانے درختوں سے آلودگی کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔اس وقت آلودگی کا مسئلہ نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا کو درپیش ہے۔اور اگر پھل دار اور میوے دار درخت لگائے جائیں تو رفاہ عامہ کے ساتھ ساتھ ذاتی طور پر بھی فائدے حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ما من مسلم يغرس غرساً اويزرع فيا كل منه طيرٌ او انسان او بهيمةٌ الا كان له به صدقة[32]

کوئی بھی مسلمان جو ایک درخت کا پودا لگائے یا کھیتی میں بیج بوئے۔ پھر اس میں سے پرند یا انسان یا جانور جو بھی کھاتے ہیں وہ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔"

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

"جو مسلمان درخت لگاتا ہے یا کاشت کاری کرتا ہے۔ پھر اس میں سے انسان چوپایہ یا کوئی بھی جانور کھاتا ہے مرنے کے بعد بھی اس شخص کو اجر عطا ہو گا[33]۔"

نبی کریم ﷺ نے درختوں کے ضیاع اور بلاوجہ کاٹنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

من قطع سدرة في فلاة يستظل بها ابن السبيل والبهائم عبثا وظلما بغير حق يكون له فيها , صوب الله راسه في النار. [34]

"جو شخص بلاضرورت بیری کا درخت کاٹے گا اللہ پاک اسے سر کے بل جہنم میں گرادے گا۔درخت اور سبزہ اگانے سے حیوانات کے لیے چارہ کا بندوبست بھی ہو جاتا ہے۔"

ایسے جانور جس سے دودھ حاصل کرنے کے فوائد حاصل کیے جاتے ہیں۔ان کو بھی چارہ ڈالنے کے لیے سبزہ اور گھاس کھلانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس سے حیوانات بھی زندہ اور قوی رہتے ہیں۔اور مفاد عامہ کے لیے بیل گاڑی، گھوڑا گاڑی اور اُونٹ وغیرہ پر سامان آسانی سے لادا جا سکتا ہے۔ایسے جانوروں کی رکھوالی خوراک ہی سے ہو سکتی ہے۔اور اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا سفر و حضر میں جانوروں کی آسائش کا خیال رکھنا چاہیے[35]۔اگر ضرورت کے تحت کسی جانور کو انسان کی ضرورت کے لیے ذبح کرنا پڑے تو بھی اس کو پہلے چارہ کھلاؤ، پانی پیلاؤ اور تیز چُھری سے ذبح کرو تاکہ اس ذبیحے کو تکلیف نہ پہنچے[36]۔

رفاہ عامہ کے معاشرتی اثرات

اسلامی ریاست کی ذمہ داریوں میں یہ بات شامل ہے۔کہ وہ عوام کی بنیادی سہولیات کا خیال رکھے اور انہیں حتی الوسع ضروریات زندگی مہیا کرے۔اور اس کے لیے ریاست اپنے آپ کو بیدار رکھے گی۔اور عوام کی ضروریات اور مفاد کو ان کے گھر تک پہنچانے کی کوشش کرے گی۔اور ان کے ازالے کے لیے کوشیش کرے گی۔ بیماروں کو ہسپتال پہنچانے کے لیے ایمبولینس (Ambulance) وغیرہ کی بآسانی دستیابی، صحت، صفائی کھانے پینے اور زندگی گزارنے کی روزمرہ اشیاء کی سہولت دنیا اسلامی تعلیمات کے بنیادی اصولوں میں سے ہے۔ کیونکہ اسلام کا معاشرتی نظام خیر وصلوۃ طہارت و نظافت، اور

ایثار و ہمدردی وغیرہ پر قائم ہے۔ رفاہ عامہ کے کام سرانجام دینا اور بہبود انسانی کے لیے سعی و جدوجہد کرنا ایک اعلیٰ وارفع مقصد حیات ہے۔ جس سے نہ صرف دنیاوی اجر اور عزت حاصل ہوتی ہے۔ بلکہ اُخروی فلاح و حصول بھی ممکن ہے۔

1. قربِ الٰہی

جو لوگ رفاہ عامہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ اور عوام الناس کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مستحق ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ مخلوق خدا پر رحم کرتے ہیں۔ جب آپ اللہ کی مخلوق پر رحم کریں گے۔ تو اللہ پاک آپ پر رحمت فرمائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

ارحموا من في الارض يرحمكم من في السماء [37]

"تم زمین والوں پر رحم کرو۔ آسمان والا تم پر رحم کریگا۔"

جن لوگوں کے پاس وسائل ہوں اور اس کے باوجود وہ کنجوسی اور بخل سے کام لے۔ اور دوسرے مسلمانوں کی حاجت روائی نہ کرے تو ایسے شخص سے اللہ پاک ناراض ہوتا ہے۔ جس طرح حدیث میں ہے۔ کہ پانی پلانا اجر و ثواب ہے۔ اور جو لوگ پانی پلانے سے منع کرتے ہیں۔ اور روکتے ہیں۔ وہ اللہ کی رحمت سے دُور ہوتے ہیں۔ فرمایا:

ثلاثة لاينظر الله اليه يوم القيامة[38]

"تین آدمی ایسے ہیں جن پر اللہ پاک قیامت کے دن رحمت نہیں فرمائیں گے اور نہ انہی پاک کریگا ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔"

ان میں ایک وہ شخص جس کے پاس اپنے پینے کا پانی ہوگا اور وہ مسافر کو نہیں پلائے گا۔

2. انسان دوستی

انسان انس سے ہے۔ جس کے معنی ہے۔ محبت و دیعت کیا گیا۔ اسلام نے اس فطری جذبے کو اخلاقیات کا رنگ دے کر اسے خوبصورت سانچے میں ڈال دیا ہے۔ اسلام تمام مسلمانوں کے ساتھ جذبہ خیر سگالی اور بھائی چارہ کی تعلیم دیتے ہوئے مسلمانوں کی تعریف فرماتا ہے۔ کہ مومن آپس میں رحم دل ہوتے ہیں[39]۔ مغربی مملک میں رفاہی اداروں سے صرف وہی لوگ فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ جو اسی ملک کے باشندے ہوں لیکن مسلمانوں نے جو ادارے قائم کیے تھے ان کے دروازے ہر ایک کے لیے کُھلے تھے۔ قطع نظر اس کے اس کی قومیت کیا ہے۔ اس کی زبان کیا ہے۔ یا اس کا مذہب کیا ہے۔ نیز یہ کہ ہمارے ہاں جو اجتماعی ادارے سوشل ویلفیر یا اجتماعی کفالت کے لیے قائم کیے گئے ہیں۔ آج بھی مغربی اقوام ان کے مقاصد سے ناواقف ہیں۔ اور یہ اسباب ایسے ہیں۔ جنہیں سُن کر انسان آج بھی حیران رہ جاتا ہے۔ اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اُمت مسلمہ کے ہاں انسان دوستی کا تصور دوسری اقوام کے مقابلے میں زیادہ وسیع زیادہ صاف اور زیادہ ہمہ گیر ہے[40]۔

مواخات مدینہ انسان دوستی اور بھائی چارہ کی درخشاں مثال ہے۔ معیشیت کی بنیاد مواخاۃ پر قائم ہے۔ مواخات کا مطلب ہے۔ کہ سب مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ لہذا انہیں معاشی زندگی ایسی گزارنی ہوگی۔ جس طرح ایک صالح اور نیک کنبے کے افراد گزارتے ہیں۔ سب کا نفع ونقصان ایک ہو۔ ایک دوسرے کے ساتھ خوشی وغمی میں شریک ہو۔ دوسرے کے غم کو اپنا اور دوسرے کی خوشی کو اپنی خوشی تسلیم کرتے ہوں۔ اور اس پر فخر کرتے ہوں۔ اور اس میں غریب وامیر کا کوئی فرق نہ ہو۔ بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے ہوں۔ اور خاص کر امیر غریبوں کے ساتھ رواداری پر قائم ہو[41]۔

3. طبقاتی کشمکش کی حوصلہ شکنی

دینِ اسلام اعتدال و توازن اور اخوت و مساوات کا دین ہے۔ اس میں امیر و غریب اور آقا و غلام کی کوئی اہمیت نہیں۔ اسلام نے اپنے پیروکاروں کو غریب و نادار افراد کی مالی اعانت و امداد کا حکم دے کر طبقاتی و معاشرتی عدم مساوات کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اسلام کے جامع کفالتی نظام کی بدولت پر حاجت مند کی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ یہ حاجات اخلاقی، معاشرتی، مادی و روحانی تمام پہلوؤں پر محیط ہو سکتی ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان کا بھائی کہہ کر[42] تمام لسانی، گروہی، علاقائی اور نسلی اختلافات کو مٹا دیا گیا ہے۔

امیر و غریب کے درمیان طبقاتی تفریق کی خلیج کو رفاہی و فلاحی سرگرمیوں نیز انفاق فی سبیل اللہ، صدقات و خیرات کے ذریعے کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ قرآن کریم نے اس طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا [43]

"اے لوگو اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد وعورت دنیا میں پھیلا دیئے اور اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتوں سے بھی، بے شک اللہ ہمیشہ تم پر پورا نگہبان ہے۔"

نبی کریم ﷺ کا اس حوالے سے ارشاد ہے:

لاتحاسدوا ،ولاتباغضوا، ولا تقاطعوا وکونوا عباداللہ اخوانا[44]

"ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو، اور نہ ہی قطع تعلق کرو، اللہ کے بندو، بھائی بھائی بن جاؤ۔"

اسلام کے نظام زکوۃ میں یہ چیزیں واضح ہوئیں کہ احوال زمانہ کی تبدیلی سے زکوۃ کے مصارف میں بعض نئی چیزیں داخل ہوئیں۔ لیکن ایک چیز واضح طور پر نظر آتی ہے۔ کہ اسلام انفرادی واجتماعی ضروریات کے تمام مقامات پر اس مال کو صرف کر کے معاشرتی اونچ نیچ اور طبقاتی تفریق کو مٹانا چاہتا ہے۔ تاکہ اسلامی معاشرہ خوشحال اور خود کفیل ہو سکے[45]۔

4. مفلوک المال طبقات کی فلاح وبہبود

زکوۃ کا حقیقی مقصد معاشرہ میں غریب اور مفلوک الحال طبقے کا اتنا خیال رکھنا ہے۔ کہ غریب دائمی طور پر اس بھیک اور مانگنے کے شکنجے سے آزاد ہو جائے۔ جیسے تاجر کو مالِ تجارت، کاشتکار کو زمین اور دستکار کو اسباب ولوازمات فراہم کر دیئے

جائیں تاکہ وہ عزت کی زندگی گزار سکے۔اسلام مجبور اور بے بس انسانیت کے زخموں پر مرہم رکھتا ہے۔تاکہ ان کی حاجات کی تکمیل ہو سکے۔ایسے مفلوک الحال اور محروم طبقات کی فلاح و بہبود اور معاشرتی مساوات کا عملی مظاہرہ مدینہ کی فلاحی وخدمتی ریاست میں نظر آتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے معاشرہ کے محروم اور مفلوک الحال طبقات کو وہ عزت عطا کی۔کہ بڑے نامی گرامی خاندان کے افراد کے لیے قابل رشک بن گئے۔حضرت بلال نہ رنگ نہ نسب لیکن کعبہ کی چھت پر آذان کا اعزاز اور امیر المومنین حضرت عمر آپ کو سید نا بلال کہہ کر پکارتے یہ سب تعلیمات نبوی کا نمونہ تھا[46]۔

حضرت ابو بکر کو اس طرح ان غریب غلاموں اور لونڈیوں کی آزادی پر روپیہ خرچ کرتے دیکھ کر ان کے والد نے ان کو کہا۔کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کمزور لوگوں کو آزاد کر رہے ہو۔اگر مضبوط جوانوں کی آزادی پر تم یہی روپیہ خرچ کرتے ۔ تو وہ تمھارے لیے قوت و بازو بنتے،اس پر سید نا حضرت ابو بکر نے فرمایا:

"اباجان میں وہ اجر چاہتا ہوں جو اللہ کے ہاں ہے[47]۔"

5. معاشرتی امن واستحکام

چونکہ اسلام امن وسلامتی کا علمبردار دین ہے۔جو خیر خواہی اور ہمدردی کا پیغام دیتا ہے۔لہذا اسلام اپنے پیروکاروں کو دوسروں کے دُکھ درد کو دور کرنے اور ان کی حاجت روائی کی تلقین کرتا ہے۔جو قوم یا ریاست نفع اسانی کی خصلت سے عاری ہو۔وہ نہ تو پر امن رہ سکتی ہے اور نہ ہی ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتی ہے۔اسلام کا معاشرتی نظام منصفانہ اور عادلانہ ہے۔اس میں دوسروں کو خوشیاں بانٹنا ہی عظمت انسانی اور شرف انسانیت کا مظہر ہے۔جو لوگ ترقی کا خواب دیکھنا چاہتے ہیں۔ان کو چاہیے کہ وہ اپنے وجود کو نفع بخش بنائیں۔دکھی دلوں کا سکون بنیں۔تاکہ آشکبار آنکھیں ان کو دیکھ کر مسکرانے لگیں۔اپنے دامن شفقت کو حتی الامکان کشادہ کریں۔تاکہ مصیبت زدوں کو اس کے سایہ میں پناہ مل سکے۔منزل چل کر خود ان کے قدم چُومے گی[48]۔

ریاست مدینہ میں اسلام کے نظامِ تکافل اجتماعی کی بدولت معاشرتی فتنوں وفسادات وسازشوں کا قلع قمع ہوا۔اور ،معاشرتی امن واستحکام حاصل ہوا۔اگر معاشرہ میں اجتماعی وانفرادی بہبود کے کام کیے جائیں اور تمام مخلوق خدا کی حاجات و ضروریات پوری ہوں۔تو معاشرہ امن کا گہوارہ بن سکتا ہے۔اور ترقی وعروج کے اعلی مراتب تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1 امام بخاری، صحیح البخاری، کتاب الاداب، حدیث(6006)دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ

2 برہان پوری، علاء الدین حسام الدین، کنزل العمال، حدیث(44154)مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، 1441ھ

3 لویس معلوف، المنجد، اردو ترجمہ، مولانا ابو الفضل عبد الحفیظ بلیاری: 302-305، دار الجیل، بیروت، 2000ء

4 فیروز الدین، مولوی، فیروز الغات: 754، فیروز سنز لاہور (س۔ن)

5 ابن منظور، لسان العرب 1: 86، دار صادر بیروت، 1990ء

6 وصی اللہ کھوکھر، جہانگیر اردو لغت: 817، جہانگیر بکس لاہور، مقتدرہ قومی زبان حکومت پاکستان، اسلام آباد، 2000ء

7 علی اکبر، دھخدا: 158، مطبع وسن اشاعت نامعلوم

8 شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغۃ (مترجم) مولانا محمد منظور الوحیدی 1: 119، غلام علی پرنٹرز لاہور، 2006ء

9 محمد ابو شقہ، عبد الحلیم، تحریر المراۃ فی عصر الرسالۃ، مترجم محمد خالد سیف 2: 323 اسلامی نظریاتی کونسل، 2007ء

10 پروفیسر امیر الدین، اسلام میں رفاہ عامہ کا تصور اور خدمت خلق کا نظام: 55، مطبع سن اشاعت نامعلوم

11 مودودی، سید ابو الاعلی، اسلامی ریاست: 416، اسلامک پبلیکیشنز لاہور اگست 1998ء

12 سورۃ المعارج 70: 25

13 صحیح البخاری، کتاب الکفالہ، باب الدین، حدیث (6350)

14 سورۃ التوبہ 9: 71

15 سورۃ النساء 4: 124

16 علامہ بیہقی، شعب الایمان، حدیث (2528)

17 سورۃ البقرۃ 2: 264

18 مودودی، سید ابو الاعلی، تفہیم القرآن 1: 323، تفہیم القرآن مردان، 2000ء

19 سورۃ النور 24: 61

20 صحیح البخاری، کتاب الصلح، باب: فضل الإصلاح بین الناس والعدل بینہم، حدیث (2707)

21 صحیح بخاری، کتاب النفقات، حدیث (5353)

22 امام نسائی، احمد بن شعیب، سنن النسائی، کتاب الزکوۃ، حدیث (2566) مصطفی البابی الحلبی، 2000ء

23 سورۃ النور 24: 32

24 سنن ابن ماجہ، حدیث (1956)

25 صحیح البخاری، کتاب نکاح، حدیث (5066)

26 سورۃ الفرقان 25: 54

27 شاہ معین الدین، تاریخ اسلام: 178، مطبع وسن اشاعت نامعلوم

28 سنن ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق، حدیث (2449)

29 سورۃ الاعراف 7: 31

30 سورۃ المومنون 23: 18

31 سنڈے آج میگزین، درختوں کے بارے میں حیران کن حقائق: ۲۴، 24 جنوری 2021ء

32 صحیح البخاری، کتاب المزارعۃ، حدیث (2320)

33 امام مسلم، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب الزراعۃ، حدیث (3981) دار طوق النجاۃ، بیروت، 1422ھ

34 امام ابوداؤد، عون المعبود، ابواب النوم، باب فی قطع السدر، حدیث(5239)دار الجیل، بیروت، 1422ھ
35 سنن ابوداؤد، کتاب الجہاد، حدیث(2548)
36 صحیح مسلم، کتاب الصید، حدیث(5055)
37 سنن ترمذی، کتاب البر والصلۃ، حدیث(1924)
38 صحیح البخاری، کتاب المساقاۃ، حدیث(2672)
39 سورۃ فتح48: 29
40 ہمایون عباس شمس، سماجی بہبود تعلیمات نبوی کی روشنی میں:15، مطبع سن اشاعت نامعلوم
41 ڈاکٹر نصیر احمد ناصر، پیغمبر اعظم واخر:704، فیروز سنز، 1988ء
42 صحیح البخاری، کتاب المظالم، حدیث(2310)
43 سورۃ النساء4: 1
44 صحیح البخاری، کتاب الادب، حدیث(6066)
45 سماجی بہبود تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں:78
46 نفس مصدر:137
47 تفسیر تفہیم القرآن6: 365
48 سماجی بہبود تعلیماتِ نبوی کی روشنی میں:109